

## 79142- زدکوب اور توہین کے بدے مال لینے کا حکم

سوال

بہت سے افراد کے سامنے مجھے جوتے مارنے کے نتیجہ میں کچھ رقم دی گئی، یہ فیصلہ ایک پنجاٹ میں کیا گیا، اس رقم کا حکم کیا ہے، اور آیا مجھے حق ہے کہ میں یہ رقم محتاج اور فقراء پر صدقہ کر دوں؟

اور کیا میں یہ رقم اپنے معاشی امور میں خرچ کر سکتا ہوں؟

پسندیدہ جواب

اول:

اس طرح کی پنجاٹوں سے فیصلہ کروانے میں کوئی حرج نہیں، جن کے متعلق لوگوں کو علم ہے اور وہ ان کے جھگڑے وغیرہ حل کرنے کے لیے قائم ہیں، لیکن اس کے لیے ایک شرط ہے کہ اس میں فیصلہ کرنے والا شرعاً علم رکھتا ہو، تاکہ لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ کر سکے، نہ کہ اپنی عادات و خواہشات اور رواج کے مطابق، جن میں اکثر اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہوتی ہیں۔

چنانچہ اگر تو یہ پنجاٹ اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف فیصلہ کرے یہی مطلوب و مقصود ہے، اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف فیصلہ کریں تو پھر یہ فیصلہ معبر نہیں ہوگا، اور وہ فیصلہ باطل ہے اسے تسلیم نہ کرنا واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿کیا وہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کون ہو سکتا ہے، یقین رکھنے والی قوم کے لیے﴾۔ (آلہ نبیہ (50))۔

دوم:

علماء کرام کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا تھا، اور کہ وغیرہ میں قصاص واجب ہوتا ہے یا کہ تعزیر؟

جماعہ علماء کے میں کہ اس میں قصاص نہیں بلکہ تعزیر واجب ہوتی ہے، لیکن صحابہ کرام اور محققین حضرات کا مسلک یہ ہے کہ اس میں قصاص واجب ہوتا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کتاب الدیات میں "جب کسی قوم نے کسی شخص کو مارا تو کیا ان سے قصاص یا جائیکا کہ سب کو سزا دی جائیگی؟" کے باب کے تحت لکھتے ہیں :

"اور ابو بحر، ابن زبیر، اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سوید بن مقرن نے تھپڑ کا قصاص یا، اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مار کا درے کے ساتھ قصاص یا، اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین کوڑے سے قصاص یا، اور شریع نے کوڑے اور زخم کا قصاص یا" انتہی۔

اور یہی قول صحیح ہے، اور جس نے بھی اس کے خلاف اجماع نقل کیا ہے، اس کی بات غلط ہے، بلکہ اگر کوئی شخص صحابہ کرام کا اس حکم میں اجماع نقل کرتا ہے تو یہ کوئی بعید نہیں۔

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اس مسئلہ تھپر، اور مارو غیرہ جس میں ہر اعتبار سے بالکل اسی طرح قصاص لینا مشکل ہو جو فاعل نے کیا ہے اختلاف پایا جاتا ہے، کہ آیا اس میں قصاص جائز ہے یا کہ اس میں کسی اور قسم کی سزا یعنی تعزیر لگانی جا سکتی ہے؟"

اس میں دو قول ہیں :

ان میں زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ : اس میں قصاص مشروع ہے، خلفاء راشدین کا مسلک یہی ہے، اور اس کا ثبوت ان سے ملتا بھی ہے، امام احمد اور ابو ساق الجوزجاني نے اپنی کتاب "المترجم" میں ان سے یہ بیان بھی کیا ہے، اور امام احمد رحمہ اللہ نے بھی اسے بیان کیا ہے، ہمارے شیع (یعنی ابن تیمیہ رحمہ اللہ) کہتے ہیں : جسوس لفٹ کا قول یہی ہے۔

اور دوسرے قول یہ ہے کہ : اس میں قصاص مشروع نہیں، یہ قول امام شافعی، امام مالک، اور امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ اور امام احمد کے متأخرین اصحاب سے منقول ہے، حتیٰ کہ ان میں سے بعض نے تو اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ اس میں قصاص نہیں! ایسا نہیں جیسا وہ گمان کرتے ہیں، بلکہ صحابہ کرام کا قصاص میں اجماع اس کے منع کے اجماع سے زیادہ قریب ہے، کیونکہ یہ خلفاء راشدین سے ثابت ہے، اور ہمارے علم کے مطابق تو اس میں ان کا کوئی خلاف نہیں۔

ان اقوال کا مأخذ یہ ہے کہ : اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس میں عدل و انصاف کا حکم دیا ہے، تو اس طرح یہ دیکھنا باقی رہا کہ دونوں میں سے عدل و انصاف کے زیادہ قریب کیا ہے؟

اس سے منع کرنے والے کہتے ہیں : یہاں مثالثت ممکن نہیں، تو عدل یا تقاضہ یہی ہے کہ قصاص کی طرف جایا جائے جو کہ تعزیر ہے؛ کیونکہ قصاص میں تو مثالثت ضروری ہے، اس لیے زخموں میں قصاص واجب نہیں، اور نہ ہی کامٹے میں، لیکن اگر مثالثت ممکن ہو تو پھر قصاص لینا ممکن ہے، اور جب قطع اور زخم میں مثالثت مشکل ہو تو پھر تعزیر ہو گی۔

اور قصاص کو جائز قرار دینے والے کہتے ہیں کہ :

اس میں تعزیر کی بجائے قصاص کتاب و سنت اور قیاس اور عدل و انصاف کے زیادہ قریب ہے۔

کتاب اللہ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

{اور برائی کی سزا اس کے برابر ہے}.

اور ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے :

{اور جو کوئی تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اس پر آتی ہی زیادتی کرو جتنی اس نے تم پر کی تھی}.

اور یہ تو معلوم ہی ہے کہ اس میں مثالثت اور برابری حسب الامکان ہوتی ہے، اور تعزیر سے زیادہ تھپر میں ہی تھپر، اور مار سے مار میں ہی بہت مثالثت پائی جاتی ہے؛ کیونکہ یہ (یعنی تعزیر) کسی اور جگہ مار ہے اور نہ ہی اس میں نہ تصور تا مثالثت ہے، اور نہ ہی جگہ اور اندازے میں، تو تم تفاوت سے بھاگے ہو جس دونوں تھپروں میں احترازنا ممکن تھا، لیکن اس سے بھی بڑے تفاوت میں پڑ گئے، جس کی نا تو کوئی نص ہے اور نہ ہی قیاس۔

ان کا کہنا ہے : اور رہی سنت تو ابن قیم رحمہ اللہ نے کئی ایک احادیث بیان کی ہیں جن میں اس طرح کے معاملہ میں قصاص ثابت ہے پھر وہ کہتے ہیں :

اور اگر اس مسئلہ میں صرف خلفاء راشدین کی سنت ہی ہوتی تو پھر بھی یہ دلیل اور حجت کے لیے کافی تھی۔

دیکھیں: حاشیہ ابن القیم علی تحدیب سنن ابی داود (337-336/7)، اور الفتاویٰ الکبریٰ (402/3)۔

سوم:

اور جب آپ کے لیے یہ ثابت ہو گیا کہ دوسرے فریت نے آپ کو مارا ہے اس میں آپ قصاص لے سکتے ہیں، تو پھر اگر آپ دیکھیں کہ اس نے ندامت کا اغفار کرتے ہوئے آپ سے معذرت کی اور معافی مانگ لی اور اپنی حالت سدھار لی ہے تو آپ بغیر کچھ لیے معاف کر سکتے ہیں۔

اور آپ کے لیے قصاص لینا بھی جائز ہے، کہ آپ بھی اس کے ساتھ اسی طرح کریں جس طرح اس نے آپ کے ساتھ کیا ہے، لیکن اس میں زیادتی نہ ہو اور نہ ہی ظلم۔

اور آپ کے لیے مالی عوض کے بدلے قصاص ترک کرنا بھی جائز ہے، اس کا فیصلہ شرعاً قاضی کریگا، اور جب آپ اس سے اسی طرح کا عمل کر کے قصاص لیں جو اس نے آپ کے ساتھ کیا ہے تو پھر آپ کے لیے اہانت کے بدلے مال لینا جائز نہیں؛ کیونکہ آپ نے مالیت کا حق لے لیا ہے، جس طرح کہ جس عوض کا آپ کے حق میں فیصلہ کیا گیا ہے وہ مار کے عوض میں ہے نہ کہ اہانت کے عوض میں؛ کیونکہ اہانت تو ایک معنوی ضرر ہے، اس طرح کے معنوی ضرر کے مقابلہ میں مالی عوض لینا جائز نہیں، عموم علماء اس مسئلہ پر ہی ہیں۔

اسلامی فقہ الکلیدی کے فیصلہ نمبر (109)(12/3) میں جزوی شرط کے عنوان کے تحت درج ہے:

"جس نقصان اور ضرر کا معاوضہ جائز ہے، وہ مالی فعل پر مشتمل ہے... اور ضرر ادبی یا معنوی کو شامل نہیں" اُنہیں۔

اور الموسوعۃ الفقیہیہ میں "معنوی اضرار کے معاوضہ" کے تحت درج ہے:

"ہم فقهاء میں سے کسی فقیہ کو بھی نہیں دیکھتے کہ اس نے یہ تعبیر کی ہو، بلکہ یہ ایک نئی تعبیر ہے، ہم کسی بھی فقیہ کتاب میں نہیں پاتے کہ کسی ایک فقیہ نے بھی معنوی اضرار میں مالی معاوضہ کے متعلق بات کی ہو" اُنہیں۔

دیکھیں: الموسوعۃ الفقیہیہ (40/13)۔

خلاصہ یہ ہوا کہ:

آپ کو قصاص لینے، یا پھر بغیر کچھ لیے معاف کرنے کا حق حاصل ہے، اور افضل بھی یہی ہے کہ اگر اس میں کوئی اصلاح، یا ندامت نظر آئے تو معاف کرنا افضل ہے، یا پھر مار کے عوض میں آپ مال لے لیں۔

اور جب آپ قصاص کے ساتھ اپنا حق پور کر لیں تو اس کے بعد آپ کو مال لینے کا کوئی حق حاصل نہیں، لیکن اگر آپ اپنے حق کے عوض میں صرف مال لینا چاہیں، جیسا کہ آپ کے سوال سے ظاہر ہوتا ہے، تو پھر اس مال سے آپ خود بھی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں، اور اس سے صدقہ بھی کر سکتے ہیں۔

واللہ اعلم۔